خیارشرعی کاتصوراورمروج خیارات کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

قسط (۶)

عمران اللہ خٹک (کرک)

خیاررؤیت کی انتہاء

خیارکی انتہاء کامطلب یہ ہے کہ جوعقدجواز پرمبنی تھااس کولزوم کی طرف منتقل کرنا‘جس سے مراداسی عقدکانافذ کرناہے چاہے وہ مبیع کودیکھ کررضامندی ظاہرکرنے کی صورت میں ہویاخیارموقت کی صورت میں اس کی مدت گذرجانے کی صورت میں ہو‘ان دونوں صورتوں کی توضیح بیان کی جارہی ہے۔

مبیع پررضامندی ظاہرکرنے کی صورت میں خیارکاخاتمہ:

کسی چیزکودیکھنے کے بعداس پررضامندہونے کی دوصورتیں ہیں:

۱۔صریح رضامندی‘جیسے کوئی زبانی رضامندی ظاہرکرے کہ میں نے اس بیع کوجائز قراردے دیایامیں اس بیع پرراضی ہوں‘یامشتری یہ کہے کہ میں نے اس مبیع کومنتخب کرلیاہے۔ا؂

۲۔ایساعمل کرناجورضامندی کی دلیل ہو‘جیسے کہ مشتری مبیع کودیکھ لینے کے بعداس میں کوئی تصرف کرے تویہ اس کی اس عقدپررضامندی کی دلیل ہے‘مثلاکوئی مشتری عقدبیع کے بعدجب مبیع کودیکھ لے پھراس کواپنے قبضے میں لے تویہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مشتری اس مبیع پرراضی ہے۔۲؂

عقدفسخ کرنے سے خیارکاخاتمہ:

فسخ کی دوقسمیں ہیں:

اختیاری اوراضطراری

ا:۔اختیاری کی صورت یہ ہے کہ عاقداس بات کاقول کرے کہ میں نے عقدکوفسخ کیایایہ کہے کہ میں نے عقدکوتوڑدیایامیں نے چیزواپس کردی‘حاصل یہ ہے کہ مبیع دیکھ لینے کے بعداس کوایک ہی

☆خیارعیب:خریدکردہ چیزکوکسی عیب نکلنے کی وجہ سے واپس کرنے کااختیاررکھنا☆

قول کے ساتھ عقد فسخ کرنے کا حق ہے البتہ مبیع مبیع کو دیکھنے سے پہلے اس کو فسخ کرنے کا خیار ہے یا نہیں اس حوالے سے حنفی مذہب میں دو قول ہیں:

ا:۔مشتری کو مبیع دیکھنے سے پہلے عقد فسخ کرنے کا حق حاصل نہیں جیسا کہ مبیع دیکھنے سے پہلے اس کی اجازت معتبر نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ فسخ کرنا اس لئے درست ہے کہ یہ حق مشتری کو عدم رویت کی وجہ سے بلکہ عقد کے عدم لزوم کی وجہ سے حاصل ہے۔

۲:۔احناف کا اصح قول یہ ہے کہ مشتری کو مبیع دیکھنے سے پہلے بھی عقد فسخ کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ مبیع کی جہالت کی بنیاد پر یہ عقد غیر لازم ہے اس لئے مشتری کو فسخ کرنے کا حق دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فسخ کا حق جیسے کہ خیار کی وجہ سے ملتا ہے تو ایسے ہی عدم لزوم کی وجہ سے بھی ملتا ہے جیسے کہ ودیعت اور عاریت اور وکالت یہ غیر لازم ہیں جن میں سے ودیعت کی صورت میں مودع کو کسی کے پاس کوئی چیز ودیعت نہ رکھنے عاریت کی صورت میں معیر کا مستعیر کو مطلوبہ چیز نہ دینے اور وکالت کی صورت میں موکل کا کسی کو وکیل نہ بنانے کا حق حاصل ہے کیونکہ یہ غیر لازم عقود ہیں تو ایسے ہی عقد کرنے کے بعد مبیع دیکھنے سے پہلے اس مشتری کو اس عقد کے غیر لازم ہونے کی بنیاد پر فسخ کا حق حاصل ہے۔[۳]

۲:۔اضطراری فسخ کی صورت یہ ہے کہ مبیع مشتری کے قبضے میں آنے سے پہلے ہلاک ہوجائے تو عقد بامر مجبوری فسخ ہوجاتا ہے اس لئے کہ محل کے فوت ہونے کی وجہ سے خیار رؤیت ختم ہوجاتا ہے۔[۴]

فسخ کی شرائط:

خیار رؤیت کی صورت میں مبیع دیکھ لینے کے بعد عقد کو فسخ کرنے کی درج ذیل تین شرائط ہیں:

ا:۔خیار کی موجودگی اس خیار کی فسخ کے لئے اس لئے ضروری ہے کہ جب خیار کسی ایک وجہ سے ساقط ہوجائے تو عقد لازم ہوجاتا ہے جب کہ فسخ کے لئے عقد کا غیر لازم ہونا ضروری ہے۔

۲:۔مشتری کے فسخ کرنے سے صفقہ کی تفریق لازم نہ آتی ہو مطلب یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ مبیع کے بعض حصے کو قبول کرے اور بعض کو واپس کردے اس لئے کہ یہ ضروری ہے کہ قبول کرنے کی صورت

☆خیار رؤیت: بغیر دیکھے کوئی چیز خرید کر دیکھنے کے وقت واپس کرنے کا اختیار رکھنا ☆

میں مکمل مبیع کو قبول کرے اور واپس کرنے کی صورت میں بھی مکمل مبیع واپس لوٹائے' جزوی رد کرنے یا قبول کرنے کی اجازت نہیں' چاہے مبیع کو قبضہ میں لینے کے بعد ہو یا پہلے ہو۔

امام ابویوسفؒ کی ایک روایت میں یہ بات ہے کہ اگر مبیع جزوی طور پر مشتری کے پاس رؤیت سے پہلے ہلاک ہوجائے تو اس صورت میں اس کو باقی حصے کے واپس کرنے کا اختیار ہے' جس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مشتری مبیع کو دیکھنے سے پہلے اپنے خیار کو ساقط کرنے کا عندیہ دے تو اس سے خیار بھی ساقط نہیں ہوتا' اس لئے پھر مبیع کی جزوی ہلاکت کی صورت میں تو بطریق اولی اس کو باقی چیز میں واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔

۳۔ طرفین یعنی امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں فسخ کے لئے ضروری ہے کہ بائع کو مشتری کے فسخ کرنے کا علم ہو جب کہ امام ابویوسفؒ کے ہاں یہ بات ضروری نہیں۔۵۔

اسی اختلاف کے باوجود ان سب حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فسخ کرنا بائع کی رضامندی پر موقوف نہیں' عقد بہر حال مشتری کے فسخ کر لینے سے فسخ ہوجاتا ہے چاہے بائع راضی ہو یا نہ ہو' نیز عقد کو فسخ کرنے کے لئے مشتری کا فسخ کر لینا کافی ہے اس میں قاضی کا حکم ضروری نہیں۔

مقررہ وقت گذر جانے کی وجہ سے خیار کی انتہاء:

کسی چیز کی عدم رؤیت کی صورت میں اس کی بیع کر لینے کے بعد جب مشتری اسی مبیع کو دیکھ لیتا ہے تو اس کا خیار کتنی دیر تک برقرار رہتا ہے' اس حوالے سے فقہاء کرام کی تین مذاہب ہیں:

پہلا مذہب: احناف کے ہاں راجح قول یہ ہے کہ مبیع دیکھ لینے کے بعد مشتری کو خیار رؤیت غیر معینہ مدت تک حاصل ہوتا ہے۔۶' ان کا استدلال دار قطنی کی اس روایت سے ہے جس میں رؤیت کی بناء پر مشتری کو آپ ﷺ بلا تعیین خیار دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے "جس نے ایسی چیز خریدی جس کو دیکھا نہیں تھا تو اس کو اس چیز کے دیکھ لینے کے بعد خیار ہے' چاہے تو اس چیز کو رکھ لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے"۔۷۔

دوسرا مذہب:

احناف' شوافع اور حنابلہ کا ایک ایک قول ہے کہ مشتری کو مبیع دیکھ لینے کے بعد اتنی دیر تک فسخ کا حق حاصل ہوتا ہے جتنی دیر میں وہ فسخ کرنے پر قادر ہوجائے' یعنی مشتری کے لئے ضروری ہے کہ وہ مبیع کو دیکھنے کے فوری طور پر اپنا ردعمل ظاہر کرے' ورنہ اس کا یہ حق ختم ہوجائے گا۔۸۔

☆ شیخین: فقہ میں شیخین سے مراد امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف ہیں (رحمہا اللہ تعالی) ☆

تیسرا مذہب:

شوافع اور حنابلہ کا راجح قول یہ ہے کہ مشتری کو مبیع دیکھ لینے کے بعد اسی مجلس کے خاتمے تک فسخ کرنے کا خیار ہے ۹۔ ان حضرات کے درج ذیل دلائل ہیں:

۱:۔ خیار رؤیت کی مشروعیت بھی خیار مجلس کی طرح سوچ وبچار کے لئے ہے، تو جیسے کہ خیار مجلس میں اسی مجلس کی انتہاء تک خیار باقی رہتا ہے تو ایسے ہی رؤیت کی صورت میں بھی اسی مجلس کی انتہاء تک خیار باقی رہنا چاہئے۔

۲:۔ مجلس کی انتہاء تک خیار رؤیت کی بقاء کا قول یہ درمیانہ ہے کیونکہ احناف کے قول کے مطابق بائع کے لئے ضرر ہے اس لئے کہ وہ غیر معینہ مدت تک اس خیار کا حق دینے کے قائل ہیں، شوافع کے قول کے مطابق مشتری کے لئے ضرر ہے اس لئے کہ اس میں اس کو سوچ وبچار کا موقع نہیں ملیگا، جب کہ اس قول کے مطابق بائع کے لئے آسانی ہے کہ وہ غیر معینہ مدت تک انتظار سے محفوظ رہیگا اور مشتری کو بھی سہولت ہے اس لئے کہ اس کو اتنا موقع مل جائیگا جس میں وہ سوچ وبچار کر سکے گا۔

مقالہ نگار کے ہاں یہ تیسرا قول زیادہ راجح ہے اس لئے کہ اس میں عاقدین کے لئے آسانی ہے، اور فقہی قاعدے کے مطابق ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ نہ ضرر دو اور نہ ضرر لو۔

"لا ضرر ولا ضرار" ۱۰۔ نہ نقصان کا باعث بنو اور نہ نقصان کا مورد ٹھہرو۔

فصل سوم: خیار عیب

خیار عیب کی تعریف

خیار کی تعریف اپنی جگہ پر بسط وتفصیل کے کی گئی ہے، یہاں عیب کی تعریف کی جارہی ہے جس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، کچھ علماء نے عیب کی عمومی تعریف کی جب دیگر نے عیب کا وہ معنی بیان کیا ہے جو بیع میں پایا جاتا ہے، آنے والی سطور میں ہر مذہب کے مطابق عیب کی تعریف اس کی تشریح کے ساتھ بیان کی جارہی ہے:

احناف کے ہاں عیب کا معنی:

علامہ ابن ہمامؒ نے عیب کا معنی یوں بیان کیا ہے:

"والعیب: ماتخلو عنه اصل الفطرة السلیمة ممایعدبه ناقصا" ۱۱

ترجمہ: عیب وہ چیز ہے جو فطرت سلیمہ میں نہ پائی جاتی ہو اور اس کی موجودگی سے وہ چیز ناقص سمجھی جاتی ہو۔

تشریح:

اس تعریف میں فطرت سے مراد خلقت اور پیدائش ہے لہذا جو عیب اصل اور پیدائش کے وقت سے نہ ہو بلکہ بعد میں پیدا ہوا ہو اور اسی کی بنا پر وہ چیز ناقص سمجھا جاتا ہو تو اس کو عیب کہتے ہیں اور جو نقص اصل اور پیدائش کے وقت سے ہو اس کو فقہاء کی اصطلاح میں ردی کہتے ہیں اگر چہ لغوی اعتبار سے وہ بھی عیب کی تعریف میں شامل ہے۔

شرح المجلہ میں ہے کہ عیب کے لئے یہ بھی بات ضروری ہے کہ وہ اصل اور خلقت کی بنیاد پر کسی چیز میں موجود نہ ہو بلکہ بعد میں لاحق ہوا ہو لہذا اگر کوئی آدمی کم معیار والا گندم خرید لے تو اس کو واپس کرنے کا خیار نہیں دیا جاتا کیونکہ کسی چیز کی کوالٹی اس کے اصل کے اعتبار سے ہوتی ہے اس میں کمی یہ عیب نہیں سمجھا جاتا' جب کہ کسی جانور کا خریدنے کے بعد بہرہ پایا جانا عیب کہلائے گا اس لئے کہ اصل کے اعتبار سے وہ جانور صحیح وسلامت تھا' بہرہ پن اس میں بعد میں لاحق ہو گیا ہے جس کی بناء پر مشتری کو اس کے واپس کرنے کا خیار دیا جاتا ہے۔ ۱۲

اس تعریف میں یہ قید (کہ جس کی بنیاد پر وہ چیز ناقص سمجھی جائے) اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی کمی جس کی وجہ سے اس چیز کی قیمت متاثر ہوتی ہو اگر چہ وہ کم ہی ہو' چاہے وہ کمی اس چیز میں اصل مقدار سے اضافے کی وجہ سے ہو یا نقصان کی وجہ سے ہو اس میں دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں' چنانچہ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

كل مايوجب نقصان الثمن فی عادة التجار نقصانا فاحشا اویسیرا' فهوعیب یوجب الخیار' ومالا فلا' ۱۳

ترجمہ: ہر وہ چیز جو تجار کی عرف میں نقصان کا باعث ہو' چاہے وہ نقصان کم ہو یا زیادہ ہو' یہ ایسا عیب ہے جو خیار کا موجب ہے۔

مالکیہ کے ہاں عیب کا معنی:

ان کے ہاں عیب کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس سے عام طور پر اشیاء سالم ہوتی ہیں اور ان کی

موجودگی کا ثمن' یا مبیع' یا تصرف اور یا انجام پر اثر ہو وہ عیب ہے۔

لہذا جس چیز کا ثمن پر اثر ہو جیسے غلام کا بھگوڑا ہونا' جس چیز کا مبیع پر اثر ہو جیسے کہ غلام کا خصی ہونا' جس چیز کا تصرف پر اثر ہو جیسے کہ تنگی اور خنثی ہونا' ایسے ہی جس چیز کا انجام اور نتیجے پر اثر ہو جیسے کہ کسی غلام کے والدین میں سے کسی ایک کا کھوڑے پن کا شکار ہونا (یہ مرض وراثتاً منتقل ہوتی ہے)۔۱۴۔

شوافع کے ہاں عیب کی تعریف:

ان الرديثبت بكل ماينفض العين او القيمه تنقيصايفوت به غرض صحيح و الغالب فى امثاله)اى المبيع (عدمه) ۱۵۔

یعنی ان کے ہاں عیب ہر اس نقصان کا نام ہے جس کی وجہ سے کسی چیز کی ذات یا قیمت میں ایسا نقصان واقع ہوتا ہو جو اس کے غرض صحیح کے فوت ہونے کا باعث بنے' اور اسی امر کی موجودگی عمومی طور پر اس مبیع کے جنس میں نہ پائی جاتی ہو۔

حنابلہ کے ہاں عیب کا معنی:

العيب (نقيصةيقتضى العرف سلامةالمبيع عنها) غالبا ۱۶۔

یعنی عیب ہر اس نقصان کا نام ہے جس کی وجہ سے مبیع کی قیمت پر اثر پڑتا ہو اور جس سے عمومی حالات میں مبیع کا پاک ہونا ضروری سمجھا جاتا ہو۔

ان تعریفات کی روشنی میں دو امور پر تمام فقہاء کا اتفاق نظر آتا ہے:

پہلی چیز یہ ہے کہ ہر وہ کمی جو ثمن یا مبیع میں نقصان کا باعث ہو جس سے عمومی حالات میں اسی جنس کی دیگر اشیاء خالی ہو تو یہ عیب ہے' اسی بنا پر مالکیہ اور حنابلہ نے اس بات کو تصریح کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ مبیع میں ایسی کمی جو عمومی حالات میں نہ ہو اگرچہ وہ ثمن کے اضافے کا سبب بھی ہو تب بھی وہ عیب کے زمرے میں داخل ہے جیسے کسی جانور کا خصی ہونا اس کے قیمت میں اضافے کا سبب ہے لیکن چونکہ یہ اس چیز کے جنس کی دیگر اشیاء میں عام طور پر نہیں پائی جاتی اس لئے عیب کی تعریف اس کو بھی شامل ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ عیوب کا احاطہ کرنا مشکل کام ہے اس لئے اس کو سمجھنے کے لئے ضابطہ وضع کرنا ضروری ہے' اس لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ کسی عیب کے موثر ہونے اور نہ ہونے کے بارے

میں تجار کے عرف کو دیکھنا ضروری ہے‘یہی وجہ ہے کہ احناف کے ہاں یہ ضابطہ ہے کہ کسی چیز میں کسی عیب کے معتبر ہونے یا نہ ہونے میں اسی فیلڈ کے ماہرین کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔۱۷ اسی بات کو علامہ شیرازیؒ نے بیان کیا ہے‘جس کی تشریح علامہ نوویؒ اور علامہ قرافیؒ نے کی ہے۔۱۸

معیوب چیز کے عیب چھپانے کا حکم:

کسی معیوب چیز کے عیب چھپانے کا حکم دنیوی اوراخروی ہرایک پہلو سے بیان کیا جارہا ہے‘پہلے اخروی لحاظ سے اس کا حکم ملاحظہ کیجئے گا بعد میں دنیوی اعتبار سے اس کا حکم ذکر کیا جائیگا۔

اخروی اعتبار سے معیوب چیز کے عیب چھپانے کا حکم:

کسی چیز میں عیب کی موجودگی کا بیچتے وقت نہ بتانا یہ غش (ملاوٹ اوردھوکہ) ہے جوکہ حرام ہے لہذا جوآدمی کوئی چیز بیچ رہاہواوراس میں باعث نقصان عیب ہوجس کا بیچنے والے کوعلم ہوتواس عیب کومشتری کے سامنے بیان کئے بغیراس کے ہاتھ بیچنا یہ دھوکہ دہی اورحرام ہے‘چنانچہ علامہ ابن جزیؒ (م:۷۴۱ھ)فرماتے ہیں:

العیوب و کتمانھاغش محرم یاجماع ۱۹

ترجمہ:’’عیوب کا چھپانااجماعی طورپردھوکہ دہی اورحرام ہے۔اسی بات کوعلامہ ابن نجیمؒ (م:۹۷۰ھ)‘علامہ نوویؒ(م:۶۷۶ھ اورعلامہ ابن رشدؒ(م:۵۲۰ھ)نے ذکرکیاہے کہ کسی مبیع میں عیب کی موجودگی کا علم کے باوجودظاہرنہ کرنادھوکہ اورحرام ہے۔۲۰

البتہ حنابلہ میں سے ابوالخطابؒ فرماتے ہیں کہ عیب کا چھپانامکروہ ہے جس پرتبصرہ کرتے ہوئے کہاہے کہ اسی پرامام احمدؒ نے تصریح کی ہے جب کہ علامہ مرداویؒ حنبلی فرماتے ہیں کہ اس حوالے سے ہمارے امام کی کراہت سے حرمت مراد ہے۔۲۱

اس کی حرمت پرصحیح مسلم کی یہ روایت ہے:

عن ابی ھریرۃان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرعلی صبرۃطعام فادخل یدہ فیھا‘فنالت اصابعہ بللافقال:(ماھذا یاصاحب الطعام؟)قال اصابتہ السماء یارسول اللہ‘ قال: (افلاجعلتہ فوق الطعام کی یراہ الناس‘من غش فلیس منی)۲۲

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ خوراک کے ایک ڈھیر کے پاس سے گذرر ہے تھے اس میں آپ نے اپنا ہاتھ داخل کردیا جس سے آپ کا ہاتھ تر ہوگیا' تو آپ نے پوچھا کہ اے صاحب الطعام یہ کیا ہے' اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ بارش کی وجہ سے یہ گیلا ہوگیا ہے' تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ پھر آپ نے اس (گیلے) کو لوگوں کو دکھانے کے لئے اوپر کیوں نہیں رکھا ہوا' جس نے ملاوٹ کی (دھوکہ دیا) وہ مجھ سے نہیں۔

دنیوی اعتبار سے معیوب چیز کے عیب چھپانے کا حکم:

سطور بالا سے معلوم ہوا کہ عیب کا چھپانا یہ حرام ہے' اب اس حرمت کی وجہ کسی چیز کا نفس عقد باطل ہوجاتا ہے یا صرف عیب کا چھپانا حرام ہے' اس بارے میں علماء کے دو قول ہیں:

پہلا قول: جمہور یعنی احناف' مالکیہ' شوافع اور حنابلہ کے نزدیک نفس عقد درست ہے اور بائع کی طرف سے لازم ہے البتہ مشتری کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ ۲۳؎ ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

ا:۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: اونٹنیوں اور بکریوں کا دودھ (زیادہ دکھانے کی غرض سے) نہ روکو' لہذا اگر کسی نے ایسے جانور کو (اس کا دودھ روکنے کے بعد) خرید لیا تو اس اس کے دودھ لینے کے بعد خیار ہے' اگر چاہے تو اس اپنے پاس رکھ لے' اور اگر چاہے تو ایک صاع کھجور کے ساتھ بائع کو واپس کردے۔ ۲۴؎

اس حدیث سے اس طرح استدلال کیا گیا ہے کہ اس میں جس آدمی کو دھوکہ دیا گیا ہو اس کو خیار دیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عقد درست ہے کیونکہ خیار عقد صحیح میں ملتا ہے۔

۲:۔ علامہ ابن قدامہؒ نے اس بیع کی صحت پر اجماع نقل کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ کسی چیز میں عیب ہو اس کا بیچنے والے کو علم ہو یا نہ ہو خریدنے' یہ بیع صحیح ہے البتہ مشتری کو اس چیز کے رکھنے اور واپس کرنے' ہر ایک صورت کا خیار ہے' اس بارے میں علماء میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ ۲۵؎

دوسرا قول: داؤد ظاہری اور بعض حنابلہ کا قول یہ ہے ایسی صورت میں نفس عقد ہی باطل ہے' ان کی دلیل یہ ہے کہ غش (ملاوٹ اور دھوکہ دہی) ممنوع اور منھی عنہ چیز ہے جو اسی چیز کے فاسد اور باطل ہونے کا مقتضی ہوتا ہے' نیز یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ایسی بیع کو صحیح کہنے کا مقصد ایسی چیز کو صحیح کہنا ہے جس کو

شریعت نے فاسد کہا ہے اور یہ بات مقاصد شرعیہ کے خلاف ہے۔۲۶۔

مقالہ نگار کے نزدیک اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس مسئلے کی بنیاد اس امر پر ہے کہ آیا مطلق نہی منھی عنہ کے فساد کا تقاضا کرتی ہے یا نہیں، یہ چونکہ ایک اختلافی مسئلہ ہے جس میں راجح بات یہ ہے کہ نہی منھی عنہ کے فساد کو مقتضی ہے اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا یہی حکم ہے کہ جس چیز پر نہی وارد ہے اس پر عمل کرنے سے بچا جائے، لیکن یہاں اس مذکورہ صورت میں نہی نفس عقد پر وارد نہیں ہے بلکہ ایک امر خارجی پر واقع ہے جس کی وجہ سے عقد درست ہوگا اور ایسے عیب کی وجہ سے مشتری کو خیار دیا جائیگا، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تلقی جلب والی بیع، نجش والی بیع اور بیع مصراۃ میں عقد صحیح ہوتا ہے جب ان امور کی وجہ سے عاقد کو خیار دیا جاتا ہے۔

ایسی عقود جن میں خیار عیب حاصل ہوتا ہے:

جن عقود میں خیار عیب حاصل ہوتا ہے، ان کے بارے میں احناف اور مالکیہ نے اپنی کتب میں تصریح کی ہے جن میں دو امور کا پایا جانا ضروری ہے:

۱:۔عقود لازمہ میں خیار عیب حاصل ہوتا ہے، کیونکہ عقود جائزہ کا فسخ تو ویسے بھی ممکن ہے۔

۲:۔وہ عقود جو فسخ قبول کرتی ہوں، ان میں خیار عیب حاصل ہوتا ہے۔

جب کہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ خیار عیب بیع، مہر، خلع کے بدل میں، قتل عمد میں مال پر صلح کے بدلے (دیگر صورتوں میں) مال کے بدلے صلح، تقسیم اور اجارہ میں ثابت ہوتا ہے۔۲۷۔

علامہ ابن رشدؒ فرماتے ہیں کہ: ''عقود معاوضہ میں خیار عیب کسی اختلاف کے بغیر حاصل ہوتا ہے جیسا کہ عقود غیر معاوضہ میں بلا اختلاف خیار عیب ثابت نہیں ہوتا۔''۲۸۔

خیار عیب شرط کئے بغیر ثابت ہوتا ہے:

خیار عیب کا تعلق خیارات حکمیہ سے ہے جو مشروط کئے بغیر از روئے شرع عاقد کو حاصل ہوتا ہے اس میں مشروط کرنے یا باہمی اتفاق کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، چنانچہ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں: خیار عیب شرط کے بغیر ثابت ہوتا ہے۔۲۹۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خیار کسی عیب کے ظاہر ہونے یا استحقاق کی وجہ سے دیا جاتا ہے، اس میں عاقد

کے لئے شرعی مصلحت رکھی گئی ہے کہ اس سے ضرر دفع ہو‘اس لئے یہ اس کے مشروط کرنے کے بغیر بھی ثابت ہوتا ہے‘اس میں کسی سعی اور کوشش کا کوئی دخل نہیں۔ ۳۰۔

خیارعیب اور مبیع کی ملکیت:

خیارعیب یہ مبیع کا مشتری کی ملکیت میں واقع ہونے سے مانع نہیں‘چنانچہ علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:

ان خیار العیب یثبت بلاشرط‘ولا یتوقت‘ولا یمنع وقوع الملک للمشتری ۳۱۔

ترجمہ:خیارعیب شرط کے بغیر ثابت ہوتا ہے‘یہ وقت کے ساتھ منسلک نہیں ہوتا‘اور یہ مشتری کی ملکیت میں مبیع کے واقع ہونے سے مانع نہیں۔

خیارعیب میں وراثت:

خیارعیب میں وراثت جاری نہیں ہوتی‘اس بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے۔علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

کون خیار العیب ینتقل للوارث لا خلاف فیہ ۳۲۔

ترجمہ:خیارعیب کا وارث کو منتقل ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔

اس میں چونکہ عیب مبیع کی ذات سے منسلک ہوتا ہے جس کی وجہ سے اصل عاقد کو خیار حاصل ہوتا ہے کیونکہ مبیع کا صحیح وسالم ہونا یہ اس کا حق ہے‘تو ایسے ہی اس کے وارث کا بھی یہی حق ہے کہ اس کو مبیع صحیح وسالم سپرد کی جائے‘اس کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ خیارعیب کی مشروعیت مال کی اصلاح اور حفاظت کے لئے ہے‘اس لئے یہ ضروری ہے کہ یہ حق وارث کو منتقل ہوجائے۔

خیارعیب میں تاخیر یا فوری طور پر اقدام لازم ہے:

جب مشتری کو مبیع کے اندر عیب کا علم ہوجائے تو وہ فوری طور پر اپنا ردعمل ظاہر کریگا یا کسی حد تک اس کے لئے تاخیر کی گنجائش ہے‘اس بارے میں فقہاء کے تین اقوال ہیں:

(۱):۔احناف اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ مبیع میں کسی عیب پر مطلع ہونے پر تاخیر کی گنجائش ہے۔ ۳۳ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

ا:۔عیب پائے جانے کے بعد رد کرنا مشتری کا حق ہے جو اجماع سے ثابت ہے اور اس حکم میں تبدیلی نص کے بغیر جائز نہیں‘جب کہ یہاں کوئی نص موجود نہیں۔

۲:۔خیار عیب کا ثبوت سوچ وبچار کے لئے ہے لہٰذا اگر عیب ظاہر ہونے کے بعد علی الفور لازم قرار دیا جائے تو اس صورت میں خیار کی مشروعیت کا مقصد فوت ہوجائے گا یعنی مشتری کو سوچنے کا موقع نہیں ملیگا۔۳۴۔

(۲):۔شوافع کا مذہب یہ ہے کہ کسی مبیع میں عیب کے ظہور کے بعد فوری طور پر اس کارد کرنا ضروری ہے۔۳۵۔ان کی دلیل یہ ہے کہ بیع میں اصل چیز اس کا لزوم ہے اور عیب کی بنیاد پر خیار ایک عارضی چیز ہے اس لئے یہ فوری طور پر واجب ہے جیسے کہ شفعہ میں اطلاع ملنے پر فوری طور پر اقدام کرنا ضروری ہوتا ہے تو ایسے ہی یہاں پر بھی لازم ہے۔

(۳):۔مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ کسی مبیع میں عیب کی اطلاع پانے پر دو دن تک کی تاخیر کی اجازت ہے اور اس سے زیادہ کسی عذر کے بغیر تاخیر اس مشتری کی مبیع پر رضامندی سمجھی جائیگی اگر چہ وہ پھر واپس کرانے کے لئے حلف بھی اٹھائے تب بھی یہ کارآمد نہیں۔۳۶۔

ان کے ہاں یہ بات ہے کہ ایک دن سے کم مدت کی سکوت میں مشتری کی بات قسم کے بغیر مانی جائیگی جب کہ ایک دن یا دودنوں کے اختتام تک قسم کے ساتھ اس کی بات معتبر ہے البتہ اگر اس کا سکوت عذر کی بنیاد پر ہو تو اس صورت میں اس پر قسم لازم نہیں اور اگر وہ گواہ پیش کر سکے تو یہ بہتر ہے عذر یہ ہے کہ وہ بائع سے دور ہو یا بائع موجود نہ ہو تو اس صورت میں اس کے وکیل کو بھی دے سکتا ہے اور اس کے انتظار کرنے کی بھی گنجائش ہے اور اگر مشتری چاہے تو قاضی کو بھی اس بارے مطلع کر سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مالکیہ کے ہاں ایک فقہی قاعدہ ہے کہ: **ان ماقارب الشیء یعطی حکمه** ٬۳۷۔کسی چیز کو اس کے قریب کا حکم دیا جاتا ہے لہٰذا دودن تک کا سکوت اس کی رضامندی نہیں سمجھی جاتی ٬ جب کہ اس سے زیادہ عرصے کی خاموشی اس کی اس عیب پر رضامندی کی دلیل ہے۔

معیوب چیز واپس کرانے کی شرائط:

کسی مبیع میں کوئی عیب پایا جائے تو مشتری کو فسخ کرنے کا خیار درج ذیل شرائط کے ساتھ حاصل ہوتا ہے:

۱:۔مشتری کو پہلے سے اس عیب کا علم نہ ہو۔

۲:۔عیب مؤثر ہو۔

۳:۔مبیع میں عیب کا حدوث بائع کی ضمان میں ہونے کی صورت میں لاحق ہوا ہو۔

۴:۔عیوب سے براءت کی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

پہلی شرط:مشتری کو پہلے سے عیب کا علم نہ ہونا:

خیارعیب کی ثبوت کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ مشتری کو مبیع میں پہلے سے کسی عیب کے وجود کا علم نہ ہو۳۸؎ کیونکہ مشتری کے قبضے میں جانے کے بعد جب اس کو مبیع میں کسی عیب کا علم ہوجائے اور وہ سکوت اختیار کرلے تو اس کو خیارعیب نہیں دیا جاتا' تو پھر اس صورت میں جب ابھی خریداری ہورہی ہے اور اس کو عیب کا علم ہونے کے باوجود وہ اسی چیز کو خریدرہا ہے' تو اس صورت میں تو بطریق اولی اس مشتری کو خیارعیب نہیں دیا جاتا' چنانچہ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

ان کان عالما فلا خلاف انه لا یثبت له الخیار لرضاه بالعیب و لا یاتی فیه الخلاف ۳۹؎

ترجمہ:اگر (مشتری کو مبیع میں) عیب کے وجود کا علم ہو تو اس کو خیار نہیں ملتا' کیونکہ یہ اس آدمی کی عیب پر رضامندی کی دلیل ہے'اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

دوسری شرط:عیب مؤثر ہو:

جس عیب کی بنیاد پر مشتری کو فسخ کا خیار دیا جاتا ہے اس کا موثر ہونا بہرحال ضروری ہے'یعنی ایسا ہو کہ اس کا مبیع کی ذات یا قیمت پر اثر پڑتا ہو'اب اگر یہ عیب زیادہ مقدار میں ہو تو پھر اس میں فقہاء کے ہاں کوئی اختلاف نہیں'البتہ اگر تھوڑے مقدار میں ہو تو پھر اس میں فقہاء کے ہاں مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول جمہور کا ہے جو یہ فرماتے ہیں کہ کوئی جب نقصان کا باعث بنتا ہو تو وہ چاہے کم ہو یا زیادہ ہو موثر ہے'یہ احناف' مالکیہ'اور شوافع وحنابلہ کی مذاہب کا ایک ایک قول ہے'علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں: **فکل مایوجب نقصان الثمن فی عادة التجار نقصانا فاحشا اویسیرا' فهو عیب یوجب الخیار' ومالا ۴۰؎**

ترجمہ:ہر وہ عیب جو تجار کے ہاں نقصان کا باعث ہو'چاہے کم ہو یا زیادہ تو یہ ایسا عیب ہے جس کی وجہ سے خیار دیا جاتا ہے۔

جب کہ علامہ ابن ہمامؒ اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وسواء کان ینقص العین او لا ینقصها و لا ینقص منافعها بل مجرد النظر الیه ۴۱؎

ترجمہ:چاہے اس کی ذات میں کمی واقع ہوئی ہو یا نہ ہواور چاہے صرف دیکھنے میں وہ (برا) لگتا ہو (تب بھی یہ عیب موثر ہے)۔

دوسرا قول امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ کا ایک ایک قول ہے۔ ۴۲ جس کو علامہ ابن حزم نے پسند کیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر عیب کا اثر اتنی تھوڑی مقدار میں ہو جو جس کو لوگ کم سمجھتے ہو اور برداشت کرتے ہو تو پھر یہ عیب موثر نہیں سمجھا جائیگا اور اس کی بنیاد پر مشتری کو خیار نہیں دیا جائیگا۔

تیسرا قول بعض مالکیہ کا ہے جو یہ فرماتے ہیں کہ تھوڑی سی نقصان کا باعث بننے والا عیب بھی موثر سمجھا جائیگا چاہے اس کی وجہ سے قیمت میں کمی آتی ہو یا نہ آتی ہو۔ ۴۳

مقالہ نگار کے نزدیک اس بارے میں زیادہ راجح بات یہ ہے کہ اس عیب کو موثر سمجھنا چاہئے جس کی وجہ سے عاقد کا مقصد فوت ہوتا ہو اور اسی چیز کی قیمت کے نقصان کا باعث بھی ہو چاہے عیب کسی بھی نوعیت کا ہو یہی بات شافعی مذہب میں بطور ضابطہ بھی موجود ہے۔

تیسری شرط: مبیع میں عیب کا حدوث بائع کی ضمان میں ہونے کی صورت میں ہوا ہو:

جب کسی چیز کو خریدتے وقت وہ عیوب سے خالی ہو پھر عقد کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے اس میں عیب پیدا ہو جائے تو یہ بائع کی ضمان میں آتا ہے اور مشتری کو فسخ کا حق ہے چنانچہ علامہ شیرازیؒ فرماتے ہیں:

ان ابتاع شيئا و لا عيب به ثم حدث به عيب في ملكه نظرت فان كان حدث قبل القبض ثبت له الرد لان المبيع مضمون على البائع ۴۴

ترجمہ:اگر کسی مشتری نے کوئی چیز خرید لی جس میں عیب نہیں تھا پھر اس کی ملکیت میں اس میں عیب آ گیا تو دیکھا جائیگا کہ اس مبیع میں عیب اس کے قبضہ میں آنے سے پہلے پیدا ہو گیا ہو تو اس کی ذمہ داری بائع پر عائد ہوگی۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ وہ عیب جو عقد ہو جانے کے بعد پیدا ہوا اور قبضہ سے پہلے ہو وہ بائع کی ضمان میں آتا ہے تو پھر وہ عیب جو کسی مبیع میں عقد سے پہلے موجود ہو وہ تو بطریق اولی بائع کی ضمان میں داخل ہے۔(جاری ہے)

حواشی

۱۔المبسوط، ج ۱۳ ص
۲۔حوالہ بالا / الفتاوی الھندیہ، ج ۳ ص ۶۰۔
۳۔بدائع الصنائع، ج ۵ ص ۲۹۵۔
۴۔بدائع الصنائع، ج ۵ ص ۲۹۸۔
۵۔بدائع الصنائع، ج ۵ ص ۲۹۸۔۲۹۹۔
۶۔فتح القدیر ج ۶ ص ۳۴۰۔
۷۔سنن الدارقطنی، حدیث: ۲۸۰۳، ج ۳ ص ۳۸۲۔
۸۔حاشیا قلیوبی وعمیرۃ، ج ۲ ص ۲۰۵۔
۹۔حاشیتا قلیوبی وعمیرۃ، ج ۲ ص ۲۰۵
۱۰۔الرازی، فخر الدین، ابوعبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی، (التوفی: ۶۰۶ھ)، المحصول، ج ۶ ص ۱۸۱، مؤسسۃ الرسالۃ۔
۱۱۔ابن الھمام، کمال الدین، محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید ابن مسعود (م ۸۶۱ھ)، فتح القدیر (شرح الھدایہ)، ج ۶، ص ۳۵۵، دار الفکر، بیروت سطن۔
۱۲۔مجلۃ الأحکام العدلیۃ، ص ۶۶۔۷۰۔
۱۳۔بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج ۵، ص ۲۷۴۔
۱۴۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، ج ۴، ص ۴۲۷۔
۱۵۔اسنی المطالب فی شرح روض الطالب، ج ۲، ص ۶۰۔
۱۶۔کشاف القناع عن متن الاقناع، ج ۳، ص ۲۱۵۔
۱۷۔العنایۃ شرح الھدایۃ، ج ۶، ص ۳۵۷۔
۱۸۔المجموع شرح المھذب، ج ۱۲، ص ۳۰۹۔/ القرافی، ابوالعباس شھاب الدین احمد بن ادریس بن عبدالرحمن

المالکی (م:۶۸۴)'الفروق:انوار البروق فی انواء الفروق'ج ۱'ص ۱۷۶'عالم الکتب'بیروت'س ن

۱۹۔ابن جزی الکلبی'محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ ابوالقاسم (م ۷۴۱ھ)'القوانین الفقھیۃ'ص ۱۷۵'بدون مکتبۃ۔

۲۰۔البحر الرائق شرح کنز الدقائق'ج ۶'ص ۳۸۔المجموع شرح المھذب'ج ۱۱'ص ۳۰۴'/ابن رشد'ابوا لولید'محمد بن احمد بن محمد'القرطبی)م ۵۲۰ھ)'المقدمات الممھدات'ج ۱'ص ۱۱۰'دارالغرب الاسلامی'بیروت ۱۴۰۸ھ

۲۱۔المرداوی'علاء الدین'ابوالحسن علی بن سلیمان'الحنبلی (م:۸۸۵ھ)'الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف'ج ۴'ص ۴۰۴'داراحیاء التراث العرب'س ن۔

۲۲۔صحیح مسلم'ج ۱'ص ۹۹'رقم:۱۰۲۔

۲۳۔بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع'ج ۵ ص ۲۷۳/ المقدمات الممھدات'ج ۲'ص ۱۰۰/ اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین'ج ۳'ص ۳۰۔/المبدع فی شرح المقنع'ج ۴'ص ۸۷۔

۲۴۔صحیح البخاری'رقم:۲۱۴۸۔

۲۵۔المغنی لابن قدامۃ'ج ۴'ص ۱۰۸۔

۲۶۔الماوردی'ابوالحسن علی بن محمد (م:۴۵۰ھ)'الحاوی الکبیر'ج ۵'ص ۲۶۹'دارالکتب العلمیۃ'بیروت ۱۴۱۹ھ۔

۲۷۔ردالمحتار علی الدرالمختار'ج ۵'ص ۳۔

۲۸۔بدایۃ المجتھد ونہایۃ المقتصد'ج ۲'ص ۱۳۱۔

۲۹۔ابن عابدین'ردالمحتار علی الدرالمختار'ج ۵'ص ۳۔

۳۰۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل'ج ۴'ص ۴۰۹۔

۳۱۔ردالمحتار علی الدرالمختار'ج ۵'ص ۳'حوالہ بالا۔

۳۲۔المجموع شرح المھذب'ج ۱۲'ص ۱۹۳۔

۳۳۔علی حیدر'خواجہ امین'افندی (م:۱۳۵۳ھ)'دررالحکام فی شرح مجلۃ الاحکام'ج ۱'ص ۳۳۸'دارالجیل'بیروت ۱۴۱۱ھ۔/المغنی لابن قدامۃ'ج ۷'ص ۱۴۳۔

۳۴۔الدبیان'دبیان بن محمد'المعاملات المالیۃ:اصالۃ ومعاصرۃ'ج ۶'ص ۳۹۵'مکتبۃ الملک فھد'الریاض ۱۴۳۲ھ۔

۳۵۔الشیرازی'ابواسحاق'ابراہیم بن علی بن یوسف (م:۴۷۶ھ)'المھذب فی فقۃ الامام الشافعی'ج ۲'

ص ۵۰' دارالکتب العلمیۃ' بیروت ۱۴۱۶ھ۔

۳۶۔حاشیۃ الدسوقی علی شرح الکبیر' ج ۳' ص ۱۲۱۔

۳۷۔شرح مختصر خلیل للخرشی' ج ۱۲' ص ۱۲۷۔

۳۸۔بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع' ج ۵' ص ۲۷۶۔

۳۹۔المجموع شرح المھذب' ج ۱۲' ص ۱۲۱۔

۴۰۔بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع' ج ۵' ص ۲۷۴۔

۴۱۔فتح القدیر (شرح الھدایۃ)' ج ۶' ص ۳۵۷۔

۴۲۔مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنھاج' ج ۲ ص ۵۱۔

۴۳۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل' ج ۴' ص ۴۵۵۔

۴۴۔المھذب فی فقۃ الامام الشافعی' ج ۲' ص ۴۹۔

رویت ہلال پر مراکشی عالم فلکیات کی تحقیقی کتاب

العزب الزلال فی معرفۃ رویۃ الھلال

اردو ترجمہ علامہ ظہیر احمد بھٹی .... ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

ملنے کے پتے: مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی اور...... مکتبہ ضیاء القرآن اردو بازار کراچی

مکتبہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور...... مکتبہ زاہدیہ فیصل آباد

تحریک جہاد اور برٹش گورنمنٹ

ایک تحقیقی مطالعہ

ناشر: دارالنعمان نزد مکتبہ قادریہ یونیورسٹی روڈ پرانی سبزی منڈی کراچی